## Lesson 2. Al-Baqarah (Ayaat 1 – 7): Day 15 سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ: اَب آیئے دیکھتے ہیں متّقی کون ہیں۔ قرآن کا یہ خوبصورت لفظ بہت خوبصورت لوگوں کے لئے استعمال ہُوا ہے جو اللہ اور رسول کو بہت پسند ہیں۔ متّقی کا ترجمہ زیادہ تر 'پرہیز گار' لکھا ہوتا ہے اور پرہیز لفظ ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ ہمارے ذہن میں فوراً آتا ہے کہ متّقی وہ لوگ ہیں جو داڑھی والے، اُونچی شلواروں والے مرد اور عورتیں نقاب میں ہیں۔ بہت نیک اور ولی اللہ متّقی ہیں۔

توکیا یہ کتاب پھر عام لوگوں کے لئے ہے؟ کیا یہ نہیں لگتا کہ صحت مند لوگ دوا کھائیں؟ بیمار ہی تو ڈاکٹر کے پاس جائیں گے نا؟ اُن کو دوا کی ضرورت ہے۔ آج اپنے پاس یہ بات نوٹ کرلیں کہ یہ متّقی وہ ہیں جو جیسے بھی ہیں لیکن اُن کے دِل میں خود کو بدلنے کا جذبہ پیدا ہو چُکا ہے۔ وہ اللہ سے قُرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اِس خاص کتاب (قران) سے رہنمائی حاصل کر کے اپنا عمل بدلنا چاہتے ہیں۔

خود کو کو بدلنے کی تڑپ لگ جانے کا نام متّقی ہے۔ اَب ہم سب اِسلئے قرآن پڑھے رہے ہیں کہ ہم خود کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اپنے آپ کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے ہم دوسرے راستے پر جارہے تھے، ہم نے کوشش کی اور اللہ نے ہمیں توفیق دی تو الحمدُللہ اَب ہم متّقی ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے قرآن پڑھ لیا ہے لیکن اُن کا عمل نہیں بدلا اور بعض اوقات ایسے لوگوں کی وجہ سے دین کا نام خراب ہوتا ہے۔ پھر عام لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے تو قرآن اور حدیث پڑھا ہُوا ہے وہ اِسکا علم بھی دیتے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں کہ یہ بھی حلال اور جائز ہے۔ آج کل کے حالات

میں سود بھی جائز ہے وغیرہ۔ آج دین میں بہت ساری غلط فہمیاں (کنفیوژن) ایسے ہی لوگوں کی پھیلائی ہوئی ہیں۔

خود کو بدل دینے کا نام تقویٰ ہے۔ اللہ سے محبت کے شوق اور اُس کی ناراضگی سے ڈرنے کا نام تقویٰ ہے۔ یہ کتاب 'ھُدیً لِلمتّقین' ہے۔ صرف متّقی اِس سے ہدایت حاصل کرینگے۔

اب یہ دیکھیں کہ جس کو قرآن پڑھ کر بھی ہدایت نہیں ملی اور جو قرآن اور حدیث کے معنیٰ کو غلط رنگ دے رہا ہے تو سمجھ لیں کہ اُس نے قرآن کو ہدایت کے لئے پڑھا ہی نہیں بلکہ دُنیاداری کے لئے سیکھا ہے۔ چاہے اُس نے عالم / عالمہ کی ڈگری ہی کیوں نہ کی ہو۔ یہ کتاب تو بندے کو اندر سے توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ اُس میں غرور نام کو نہیں رہتا۔

خود کو گناہوں سے پاک کرنا تقویٰ ہے۔ ندامت کے آنسوؤں سے بندہ اپنے گناہوں کو دھولیتا ہے۔ کہ یا اللہ میں شرمندہ ہوں۔ میں تھک گئی ہوں اپنی بیماریوں سے لڑ لڑ کے، اَب مجھے اپنا علاج کروانا ہے۔ جب آپ قرآن کی کلاس میں آئیں تو قدم قدم پر دُعا مانگتی آئیں کہ یا اللہ اِس کتاب کو پڑھ کر بھی کہیں میں گمراہ نہ رہوں یا گمراہ نہ ہو جاؤں۔

یہ کتاب شفا ہے۔ یہ دِل اور روح کی بیماروں کا علاج ہے۔ اِس کا نام کتاب الشفا ہے۔

اِنشاءاللہ خود کو بدلنا ہے۔ متّقی اَصل میں وہ ہے جو ھدایت پر ہے۔ وہ چُست اور ہوشیار انسان ہو گا۔ وہ دُنیا کے کاموں کا بھی ماہر ہو گا (اللہ کی حدود کے اندر رہ کر) اور جب عبادت کرے گا تو وہ بھی خلوصِ نیّت سے ہو گی۔ ہمارے ذہن میں شائد یہ ہے کہ متّقی مسجدوں میں بیٹھنے والے کو کہتے ہیں

جو صرف قرآن پڑھیں اور عبادت کریں۔ نہیں! اَصل مُتّقی وہ ہے جو بہترین ڈاکٹر بھی ہو، بہترین تاجر ہو، بہترین سائنسدان ہو، بہترین بینکر ہو اور اور اپنے فرائض ادا کرنے والا ہو۔

خوبصورت گھروں میں رہیں، مہنگے کپڑے پہنیں اور شاندار گاڑی میں سفر کریں (کمائی حلال ہو اور اسراف یا نمائش مقصد نہ ہو) اور پھر مزہ تو تب ہے کہ جب نماز کا وقت آئے وہ سب کام چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ مزیدار کھانے چھوڑ کر روزے رکھیں۔ کام، کاروبار چھوڑ کر حجّ اور عمرے کے لئے جائیں۔ کُھلے اور چھپا کر صدقہ زکٰوۃ ادا کریں اور حقوق العباد پورے کرنے والے ہوں۔

ہم نے اپنی نسلوں میں یہ فرق لانا ہے (انشاءاللہ) اُنھیں اِسطرح کے مُتّقی بنانا ہے جو دُنیا کے لیڈر بنیں۔ قوموں کی رہنمائی کریں۔

اب مُتّقی لوگوں کی خوبیاں دیکھتے ہیں؛

1: یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ جو چیز نظر نہیں آ رہی ہم اُس پر ایمان لاتے ہیں۔

غیب وہ چیز ہے جو کسی بھی Gadget سے نہ دیکھی جا سکیں مثلاً اللہ، رسولؐ، فرشتے، جنّت، جہنم، اور کراماً کاتبین اِن سب پر ایمان لانا غیب پر ایمان لانا ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ خوش ہو رہے تھے کہ اللہ اُن کو نیکیوں کے مواقع دے رہے ہیں اور نبی پاکؐ کا ساتھ بھی ہے۔ تو اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میں آنے والوں کے لئے زیادہ خوشخبریاں ہیں کیونکہ آپ سب مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے۔ وہ غیب پر ایمان لائیں گے۔ صحابہ کرامؓ کا اُحد پہاڑ جتنا خرچ کرنا ہمارے ایک مُد کے خرچ کے برابر ہو گا۔ اللہ نے ہمارے غیب کے ایمان کی کتنی قدر کی ہے:

اَب دیکھیں ہم کیسے ایک پائلٹ پر بھروسہ کر لیتے ہیں، کیسے ایک بینک میں سب پیسہ رکھ آتے ہیں، کیسے ایک ڈاکٹر کے کہنے پر اپنے آپ کو بے ہوش کروا لیتے ہیں۔ جراثیم کو تو مان لیتے ہیں فرشتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ سائنسی تھیوریز کو تو مان لیتے ہیں، اللہ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتے۔ devil کو تو مان لیتے ہیں، اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔

2: جب اللہ پر (غیب) پر ایمان لے آئے تو پھر دوسری خوبی کہ اُس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ 'يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ' اُس کی بڑائی کو مان لیا۔ نماز ادا کرنے لگے۔ اللہ کے ساتھ اپنا تعلق بنا لیا۔ رکوع و سجود کرنے لگے۔ پہاڑ کی طرح کھڑے ہو گئے۔ گھوڑے بکری کی طرح جھک گئے اور حشرات کی طرح سجدے میں چلے گئے۔ نماز اطاعت سکھانے والا کورس ہے۔

اَب ہم اپنی نمازیں دیکھیں۔ دھیان کہاں ہیں؟ ذرا وضو کے فائدے دیکھیں اور نماز کے دُنیاوی فائدے دیکھیں۔ چہرے کی چمک اور چُستی ملتی ہے۔

ہم نماز تو جلدی ادا کرتے ہین لیکن یوگا آرام سے، سہیلیوں کے ساتھ گپ شپ سکون سے، پارٹیز انجوائے کرتے ہیں نماز نہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ نماز سے اللہ کا قُرب حاصل نہیں کرتے ہیں۔

نماز پڑھتے ہی سکون سے باقی کام کرتے ہیں۔ نماز اللہ سے ملاقات ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے پھر اُس سے باتیں کرنے کو دِل چاہتا ہے۔

دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دِل کو۔ عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر مجھے جنّت میں جانے اور نفل نماز ادا کرنے میں سے ایک کا انتخاب کرنے کا موقع ملے تو میں نفل ادا کرنا پسند کروں گا کیونکہ جنّت میری خواہش ہے اور نفل سے اللہ راضی ہو گا۔ ایک دفعہ اللہ سے محبت ہو جائے پھر نماز کی طرف بھاگ بھاگ کر جائیں گے۔

اور یہ بھی دیکھیں یہ اَقیموا الصلوۃ ہے۔ نماز ہمارا قبلہ ہے۔ ہمارا چہرہ اُسی کی طرف ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ کی طرف دھیان لگا رہے۔ **اپنی نماز میں اللہ سے باتیں کریں۔ دِل ہلکا ہو جائے گا** اللہ پر ایمان بالغیب ہو جائے تو اَقیموا الصلوٰۃ پھر خود بخود ہو جاتا ہے۔ پابندی سے، وقت سے، سنّت کے مطابق نماز ادا کرنا۔

3: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ شیئر کرتے ہیں۔ اَب ایمان لانے کے بعد، نماز سے اللہ کے حقوق پورے کرنے کے بعد بندوں کے حقوق پورے کرنے کی بات آتی ہے۔ نیک وہ نہیں کہ مسجد میں بیٹھے رہیں اور اُن کو اللہ کے بندوں کے دُکھ سُکھ کا پتا ہی نہ ہو۔ سوشل ورک یہ بھی نہیں کہ فیشن شو اور گانوں و ڈانس کے چیریٹی شو کرواتے پھریں۔

**یہاں مِمّا کہا گیا ہے کہ سارا نہیں بلکہ اُس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔** اور یہ بھی واضع کر دیا گیا کہ یہ سب اللہ نے آپ کو دیا ہے۔ اِسی میں سے اللہ کے بندوں کی مدد کریں۔

آپ ذرا سوچیں ایک محنتی شخص، کام یا کاروبار کرتا ہے، پھر نماز کا وقت ہوتا ہے وہ سب کچھ چھوڑ کر نماز پڑھنے جاتا ہے، کام ختم کر کے لوگوں کی مدد کرتا ہے، دُکھ سُکھ سُنتا ہے۔ پھر گھر والوں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ سب کا خیر خواہ ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ یہی متّقی ہے۔

اَب اپنی زندگی کی طرف دیکھیں، ایک طرف نہیں جھکنا۔ اللہ کے حقوق پورے کریں اور بندوں کے حقوق پورے کریں۔ صرف مسجد میں بیٹھ کر دوسروں کی طرف دیکھنا کہ وہ میری ضرورتیں پوری کریں، یہ بھی مناسب نہیں اور نماز، روزہ بھول کر سارا دِن پیسے کے پیچھے بھاگنا بھی ٹھیک نہیں۔

ہمارے پاس اللہ کا دیا ہُوا کون کونسا رزّق ہے؟

دولت۔ محبت۔ بچّے۔ صحت۔ علم۔ ہر نفع مند چیز رزّق ہے۔ یہ سب چیزیں نصیب سے ملتی ہیں۔

کبھی ایک بیوی سے زیادہ پیار ہو جاتا ہے، کوئی بچّہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے محبت لے لیتا ہے۔

ہر فائدہ مند چیز رزّق ہے۔ علم اور دولت کو دوسروں سے شئیر کریں۔

یہاں تک آیت پوری ہو گئی۔ یہاں تک کی صفّات ذاتی / انفرادی ہیں۔ کہ ہم نے خود کیسے بننا ہے۔

اَب اگلی صفّات کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے۔ لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔ مسلمان آپس میں اور دوسروں کے ساتھ کیسے ہوں۔

4: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ: اور وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جو اُن کی طرف نازل کیا گیا۔

5: وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو کچھ اُن سے پہلوں پر نازل کیا گیا (اُن سے قبل)۔

یہاں ختمِ نبوّت کی دلیل بھی مِل گئی۔ جو کچھ مسلمانوں پر نازل کیا گیا اور جو اُن سے پہلے نازل ہُوا۔ اگر آنے والے کسی نبی کا تصوّر ہوتا تو یہاں اُس کا (بعد والوں کا) بھی نام لیا جاتا۔

6: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَؕ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ پہلی صفّات میں آیا تھا کہ جو ایمان رکھتے ہیں اور یہاں لفظ آیا یقین۔

اِس کو ایسے دیکھتے ہیں کہ ایمان کی سیڑھیاں ہیں۔ کچھ چیزوں پر ایمان لانا لازمی ہے اور یقین ہمارے ایمان کی آخری سیڑھی ہے۔ ایسی کیفیت کہ بندے کے دِل، دماغ اور اِرادوں پر آخرت چھا جائے۔

ہمیں خبر تو ہے کہ آخرت آنے والی ہے۔ ہم نے فلمیں بنا لیں، کتابیں لکھ لیں تو کیا ہمیں یقین بھی آ گیا؟ اَب جس کو آخرت / قیامت کا یقین ہو گا وہ ہر قدم اُٹھانے سے پہلے کیا سوچے گا؟

کیا وہ حساب کتاب سے ڈرے گا۔ ہم سب کو آخرت کا پتا تو ہے لیکن کیا اُمتِ مسلمہ کو یقین بھی ہے؟

کیا ہماری زندگی ایسے ہی شُترِ بے مہار کی طرح گُزرے گی؟ آخِرہ کے معنیٰ آخری Last

اور آخَرہ کے معنیٰ اگلا next۔

اُولٰٓٮِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ‌ وَاُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ: یہی تو وہ لوگ ہیں جو ھدایت پر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو (اَصل) میں کامیاب ہیں۔

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ مُتّقی کون ہیں؟ پھر ہم نے اُن کی صفّات پر بات کی تھی۔

عام طور پر انسانوں میں تین گروہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بات سُن کر اُس کو مان لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو بات سُنی اَن سنی کر دیتے ہیں۔ تیسرے وہ کہ بات سُن لی لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔ اِس سے مُراد جاہل یا لا علم لوگ نہیں کہ جن تک حق کا پیغام پہنچا ہی نہیں جیسے گونگے، بہرے یا پاگل۔ یا دُنیا کے

اُس حِصّے میں جہاں حق کا پیغام نہیں پہنچا۔ بلکہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں ہے جو سُن کر بھی نہیں مانتے۔ لفظ کفر کا معنی حق سے انکار ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لیے برابر ہے۔ وہ ایمان نہیں لانے کے ﴿٦﴾

یہ آیت اللہ کی طرف سے حکم نہیں بلکہ خبر ہے۔ نبی پاکؐ اور باقی مبلّغین کو بتا دیا گیا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن تک پیغام پہنچتا ہے، بات سُن کر ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ تکبّر / غرور کی وجہ سے، یا بتانے والے کو پسند نہیں کرتے اِسلئے اُس کی بات بھی نہیں مانتے۔ یا ھٹ دھڑمی اور ضدّ کی وجہ سے۔ یا پھر لا علمی اور جاہلیت کی وجہ سے یا کسی ڈر کی وجہ سے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

یہود نے بات ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ اُنھوں نے توریت بدل لی تھی۔ اب اگر وہ نبیؐ کو مان لیتے تو لوگ کہیں گے کہ توریت اور قرآن میں فرق کیوں ہے۔ وہ لوگوں سے ڈر گئے۔

وہ لوگوں کے فیصلے کرتے تھے۔ لیڈر شپ کھونے سے ڈر گئے۔ اَب نبیؐ مسلمان بن کر آ گئے۔ یہود کو لگا کہ ایک اور دین مقابلے پر آ گیا۔ ایک اور گروہ لیڈر بن جائے گا۔

اَصل دین میں ملاوٹ نہیں ہو سکتی اِس لئے ایک خدا، ایک نبیؐ اور ایک قرآن۔ کسی کی کوئی مرضی یا ملاوٹ نہیں چلے گی۔ دوسری طرف کفر کی کوئی باؤنڈری نہیں۔ جتنے مرضی خدا بنا لو اور جتنی مرضی کتابوں کے نیو ایڈیشن بناتے جاؤ۔ آج کوئی ہمیں دعوت دے کہ اسلام کو اکیسویں صدی کے مطابق ماڈرن کر لو تو ہماری مرضی نہیں چلے گی۔ دین اللہ کا ہے اُسی کا دیا ہوُا پیغام آگے دیا جائے گا۔

یہود نے چاہا کے اُن کے لیڈر کعب کو ہی مدینے میں آگے رکھا جائے اور توریت کو ہی شریعت بنایا جائے۔ جیسے مشرکین چاہتے تھے کہ نبی پاکؐ اللہ کو بھی مانتے رہیں اور کچھ بُت بھی ساتھ رکھ لیں۔

(اُسی کے جواب میں سورۃ کٰفرون نازل ہوئی)۔

کچھ لوگوں کو حُبِّ مال تھی اور کچھ کو حُبِّ جاہ (عہدہ، اسٹیٹس) کی محبت۔ مشرکین مکّہ اور یہود اِنہی دُنیاوی فائدوں کے پیچھے تھے۔ نبی پاکؐ کو اُن کی آخرت کی فکر تھی۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ کاش وہ دین قبول کر لیں۔ آپؐ اُن کی ہدایت کے لئے رورو کر دُعائیں کرتے تھے کہ اللہ اِن کو ھدایت کیوں نہیں ملتی اُس بات پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اِن لوگوں نے ٹھان لی ہے کہ وہ حق کو قبول نہیں کریں گے۔ اَب سوچیں ذرا کہ اگر یہود سے جا کر کوئی یہ کہتا کہ آپ رسول پاکؐ کو اللہ کا نبیؐ تسلیم کر لیں تو کیا وہ یہ کہتے کہ ہاں ہم گمراہ ہیں اور ہمیں صرف دُنیا چاہیئے۔ بلکہ وہ گمراہی کی کیفیت میں تھے۔

اِسی بات پر اللہ نے اگلی آیت میں فرمایا! خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۠ ﴿۷﴾ خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب (تیار) ہے ﴿۷﴾

یعنی بندے کو اپنی ہی بات ٹھیک لگے۔ کسی کو فائدہ ہو یا نقصان، بس میری بات صحیح ہے، یہ مہر ہو گئی۔

کہ میرے پاس دلیل ہے یا نہیں بس میں صحیح ہوں۔ ایسے لوگوں کو ھدایت نہیں ملے گی جب کسی کو پتا چل جائے کہ وہ غلط ہے تو وہ اپنی اِصلاح کر لے گا۔ اور جو بندہ اپنے آپ کو ہی ٹھیک سمجھے گا تو وہ کیوں دوسرے کی سُنے گا؟ اِن کے دِل بند ہو چکے ہیں۔ وہ خود پسندی کی انتہا پر پہنچ چکے ہیں۔

تفاسیر میں ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اُس کے دِل پر ایک سیاہ دھبّہ پڑ جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو دوسرے گناہ پر دوسرا دھبّہ اور آہستہ آہستہ سارا دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔اِس طرح گناہوں کی کثرت پر دِل سے ھدایت کی طلب بھی ختم ہو جاتی ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ سب ٹھیک ہے لیکن اُس نے سب کچھ کھو دیا ہوتا ہے۔وہ جیتنے کی بجائے ہار جاتا ہے۔اُس کو نیکی اور گناہ کا فرق نظر نہیں آتا۔

مشرکین مکّہ دوسرے لوگوں کو بھی نبی پاکؐ کی بات سُننے سے منع کرتے تھے۔آپؐ کی تلاوت کے اَثر سے بڑے بڑے لیڈرز نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہر طرح کی چیز سُن لیتے ہیں لیکن اللہ کے کلام کے لئے وقت نہیں۔

(مسلمان ہیں یا غیر مسلم) گھروں میں تفاسیر بھی ہیں اور سی ڈیز بھی۔

ہر طرح کی چیز دیکھ لیں گے لیکن اللہ کی قدرتیں نظر نہیں آئیں گی تو یہ ہیں وہ لوگ جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں۔اور اِنھی کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِس رکوع میں دو طرح کے لوگ نظر آتے ہیں۔متّقی وہ جو خود کو بدلنا چاہتا ہے۔نیک بن جانے کی خواہش ہے۔جیسے آپ قرآن پڑھنے والے لوگ۔حضرت عمرؓ کے قول کے مطابق بچ بچا کر زندگی گُزارنے والا تقویٰ پر ہے۔دُنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گُزارنے والا۔یہی لوگ کامیاب ہیں

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو حق کو تسلیم نہیں کرتے؛هُوَ الَّذی خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كافِرٌ وَ مِنْكُمْ مُؤْمِنٌ وَ اللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ بَصيرٌ

(سورة تغابن) وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھتا ہے ﴿۲﴾

نیک لوگوں کے لئے اللہ آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اور جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں تو اُن کے دِلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔

تو اَب ہم کیا کریں؟ پھر بھی لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں۔ ہمارا فرض ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ لوگوں کو حق بات کی نصیحت کریں اور اسلام کی دعوت دیں۔ ہمیں اَجر ملتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سب کی خیر خواہی کریں۔